اسلام میں خواتین کا مرتبہ

قائد ملت مولانا سید کلب جواد نقوی، جنرل سکریٹری مجلس علماء ہند

قسط۔۳

(۵)

دشمنان اسلام کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ اسلام کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے دو مقصد حاصل کریں (۱) جو اسلام سے دور ہیں، انہیں دور رکھا جائے اور وہ اسلام کے قریب نہ آنے پائیں (۲) کمزور عقیدہ کے مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کر دیا جائے اور اسلام کے خلاف ان کے دل و دماغ میں شکوک وشبہات پیدا کر دیئے جائیں۔ جس طرح سے شیطان نے حضرت آدمؑ وحضرت حواؑ کو بہکا لیا تھا اور ان کا جنتی لباس اتروا دیا تھا اسی طرح سے یہ شیطان کے نمائندے چاہتے ہیں کہ مشرقی دنیا کی پاک صفت اور نیک سرشت بچیوں اور خواتین کو ممنوعہ پھل کھانے پر آمادہ کرلیں، تاکہ نجابت اور شرافت کا لباس (حجاب) ان کے جسم سے اتر جائے اور انہیں عزت وکرامت اور بلند کرداری کے آسمانوں سے کھینچ کر بے شرمی، بے حیائی اور بے عزتی کے دلدلوں میں لے آئیں۔

قرآن مجید نے خواتین کو عزت وشرافت کی معراج پر پہنچایا ہے۔ کتاب الٰہی میں اعلان ہو رہا ہے (مفہوم) ’’اور اللہ ہی نے تم کو خاک سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے بنایا اور پھر تمہارے جوڑے بنائے (سورہ فاطر:۱۱) آیۂ کریمہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان ایک کل اور ایک اکائی کا نام ہے، جس کے دو جز ہیں: عورت اور مرد یعنی عورت + مرد = انسان۔ لہٰذا اب یہ سوال ہی نہیں اٹھتا کہ کون پست ہے اور کون بلند، کون اہم ہے اور کون غیر اہم۔ جس طرح سے ایک ہی سکہ کے دو رخ ہوتے ہیں کہ سکہ ان دونوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتا یا جس طرح دن اور رات جب ملتے ہیں تو زمانہ کی تشکیل ہوتی ہے۔ فیصلہ نہیں ہوسکتا کہ دن زیادہ اہم ہے یا رات جس طرح سے جب مثبت اور منفی تار ملتے ہیں تو نور پیدا ہوتا ہے اور قضاوت نہیں کی جاسکتی کہ کون سا تار زیادہ اہم ہے۔ اسی طرح سے انسانیت کی تشکیل دو جزوں سے مل کر ہوتی ہے ایک کا نام ہے مرد اور ایک کا نام ہے عورت۔ عورت اگر کمزور اور نازک ہے تو یہ نقص نہیں ہے۔ اگر مرد قوی اور مضبوط ہے تو یہ اس کی برتری کی دلیل نہیں ہے، بلکہ دنیائے انسانیت کا حسن اس تضاد میں ہے۔ اگر کوئی اس پر معترض ہو تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اعتراض کرے کہ جسم میں آنکھیں نازک کیوں ہیں؟ اور ہاتھ پیر مضبوط کیوں ہیں؟ ہاتھ پیروں کو بھی آنکھوں کی طرح نازک ہونا چاہئے تھا یا آنکھ کو بھی پیروں کی طرح مضبوط ہونا چاہئے تھا، تب انصاف کے تقاضے پورے ہوتے۔ مگر ہر صاحب عقل ونظر کہے گا کہ آنکھوں کا حسن اس کی نزاکت میں اور ہاتھ پیروں کی خوبصورتی ان کی سختی اور مضبوطی میں ہے۔ یہاں ہر برابری ظلم اور نابرابری ہی عین انصاف ہے، جس طرح درختوں کی ٹہنیاں پھول اور پتے نرم ونازک اور حسین ہوتے ہیں، جب کہ تنے اور جڑیں سخت اور کھردری ہوتی ہیں، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتو درخت کا وجود ہی باقی نہ رہے۔ اسی طرح دنیائے انسانیت میں عورت نرم، لطیف اور نازک ہے اور مرد سخت وقوی کیونکہ انسانی معاشرہ کا وجود انہیں متضادحیات پر منحصر ہے۔

گذشتہ مضمون میں ثابت کیا گیا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کی مذہبی کتابوں میں جن میں تحریف شدہ توریت وانجیل

بھی شامل ہیں، عورتوں کو پست ترین مقام پر رکھا گیا ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مذہب کی بات چھوڑیئے یہ دیکھئے کہ یوروپی معاشرہ نے عورتوں کو بہترین عزت و مقام دیا ہے اور سارے حقوق دیئے ہیں۔ اس پہلو پر بھی گذشتہ کسی مضمون میں گفتگو ہوچکی ہے کہ یوروپ میں انیسویں صدی میں صنعتی ترقی شروع ہوئی اور کثرت سے کارخانے قائم ہوئے تب سرمایہ داروں نے نقلی ریفارمروں کے ذریعہ عورتوں کی آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ حقیقت جاننے کے لئے یوروپ ہی کے ایک مفکر ویل ڈورینٹ کے چند جملے ملاحظہ کیجئے: ''مسیحیت سے زیادہ قدیم عادات ورسوم میں اچانک تبدیلی کیسے آگئی؟ اس کی علت ہم کیا بیان کریں؟ ہم یہی کہیں گے کہ اس کی عمومی علت مشینوں کی کثرت تھی۔ عورتوں کی آزادی یوروپ کے صنعتی انقلاب کی پیداوار ہے۔ انگلینڈ کی پارلیمنٹ میں ۱۸۸۳ء میں پہلی مرتبہ یہ قانون پاس ہوا کہ عورتوں کو حق ملکیت حاصل ہے اور اپنا کمایا ہوا پیسہ اپنے نام سے رکھ سکتی ہیں۔ یہ بظاہر بہت عالی اور ارفع خاتون پارلیمنٹ کے ان ممبروں نے پاس کروایا تھا جو بڑے بڑے کارخانوں کے مالک تھے اور مقصد تھا انگلستان کی عورتوں کو کارخانوں میں کھینچ لایا جائے۔ یہ کارخانہ داروں کی نفع کی لالچ تھی جس نے عورتوں کو ایک غلامی اور بے چارگی سے آزاد کرواکر کارخانوں، دکانوں اور جنرل اسٹوروں کی بدتر غلامی اور جاں گداز مشقت میں پھنسا دیا۔'' ویل ڈورینٹ کے بیان سے معلوم ہوا کہ ۱۸۸۲ء میں پہلی مرتبہ خواتین کو یوروپ میں حق ملکیت حاصل ہوا۔ اس طرح جرمن میں ۱۹۰۰ء میں عورتوں کو حق ملکیت ملا۔ سوئز رلینڈ میں ۱۹۰۷ء میں اور اٹلی میں ۱۹۱۹ء میں، لیکن پرتگال اور فرانس میں ابھی تک خواتین اپنے پورے حقوق سے محروم ہیں، لیکن قرآن مجید نے آج سے ۱۴/سو برس پہلے عورت کو حق ملکیت عطا کردیا تھا (مفہوم) ''مردوں کے لئے وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا ہے اور عورتوں کے لئے وہ حصہ ہے جو انہوں نے حاصل کیا ہے۔'' (سورۂ نساء: ۳۲)

اسلامی قوانین نہ عورت کی جانبداری کرتے ہیں اور نہ مرد کی، بلکہ دونوں کی فطری اور طبعی ضروریات کے مطابق قانون وضع کیا گیا ہے تاکہ اسلامی معاشرہ اپنے خالق ورب کی ہدایات کے زیرسایہ سعادت اور نیک بختی کی معراج پر پہنچ سکے۔ آپ نے ملاحظہ کرلیا ہوگا کہ جو حقوق یوروپ نے سو برس پہلے دیئے وہ اسلام ۱۴/سو برس پہلے دے چکا ہے۔ وہ بھی یوروپ والوں کی طرح اقتصادی فائدہ حاصل کرنے کے لئے نہیں، بلکہ شرافت انسانی کی حفاظت اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے۔ یوروپ نے عورتوں کو حق دیا، مگر ساتھ ہی ساتھ خاندانی نظام کو تباہ و برباد کردیا، مگر اسلام نے خاندانی رشتوں کو مضبوط کرتے ہوئے عورت اور مرد کے حقوق معین فرمائے۔ یوروپ نے حق دینے کا ڈھنڈورا تو پیٹا، مگر ایک زنجیر عورت کی گردن سے اتار کر دوسری زنجیر ڈال دی اور اسے اپنی فطرت سے بغاوت پر آمادہ کردیا، مگر اسلام نے عورتوں کو تو ان کا حق بھی دیا، لیکن ان کی عزت وحرمت اور ان کی شخصیت اور فطری پہچان کو محفوظ رکھتے ہوئے۔

اسلام کے خلاف احمقانہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہاں عورت اور مرد کے حقوق مساوی اور برابر نہیں ہیں۔ میرے خیال میں اگر دقت نظر سے کام لیا جائے تو مساوات ہر جگہ مطابق عدل نہیں ہوتی، بلکہ کبھی تو مساوات اور برابری کی کوشش ظلم بن جاتی ہے۔ اس طرح تفاوت اور نابرابری ہر جگہ ظلم نہیں ہوتی، بلکہ عین عدل بن جاتی ہے۔ پھول لطیف اور نازک ہوتے ہیں، شاخیں مضبوط اور سخت ہوتی ہیں۔ اگر شاخیں مضبوط نہ ہو تو پھول اپنے حسن کی نمائش نہیں کر پائیں گے اور اگر پھول و پھل اپنی فطری صفات کو کھو دیں تو شاخیں اپنے وجود کا اظہار نہیں کر پائیں گی۔ دوسرے لفظوں میں پھول درخت کی زندگی کی علامت ہیں اور مضبوط شاخیں اور درخت پھولوں کے حسن کے محافظ ہیں۔ یہاں بھی اگر ہم مساوات اور برابری کا دم بھریں تو اس سے بڑی بدعقلی اور کیا ہوگی۔ عورتوں کی آزادی کا جھوٹا نعرہ دینے والوں کی

کوشش ہے کہ عورتیں مردوں کی شبیہ بن جائیں۔ یہ بات بذات خود صنف نسواں کی توہین ہے۔اس کا مطلب یہ نکلے گا کہ عورت ہونا باعث ذلت ہے۔عورتیں مردوں کے برابر آجائیں ایسا نعرہ دینے والے نادانستہ ثابت کر رہے ہیں کہ مردوں کی ذات بلند ہے اور عورتیں پست ہیں،عورتیں مردوں جیسی بنیں تاکہ برابری پیدا ہو۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ پھول تمنا کرے کہ اپنا حسن اور نزاکت کھوکر شاخوں اور جڑوں جیسے کھردرے اور مضبوط بن جائیں یا شاخیں تمنا کریں کہ پھولوں اور کلیوں جیسی نزاکت حاصل کرلیں تاکہ مساوات اور برابری ہوجائے۔ایسی مساوات سے خود درخت کا وجود ختم ہوجائے گا۔

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا (اردو) ۲؍جولائی ۲۰۱۰ء)

(۲)

اس سے پہلے کے مضمون میں عدالت کی بات آئی تھی۔ عدالت کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں (۱) وضع الشئی فی محله'' کسی شئے کو اس کے مناسب مقام پر رکھنا (۲) 'اعطاء کل ذی حق حقهٔ'' ہر حقدار کو ان کا حق دینے کا نام عدالت ہے۔ یہاں پر انتہائی اہم اور نازک پہلو یہ ہے کہ جس چیز کو حق سمجھا جارہا ہے اور بطور حق شناخت کیا جارہا ہے اس کا قوانین فطرت کے مطابق ہونا ضروری ہے،جس چیز کو حق سمجھا جارہا ہے، اگر وہ فطری قوانین سے ٹکرا رہا ہے تو معاشرہ میں فتنہ وفساد پیدا ہوجائے گا اور وہی حق مخالفِ عدالت ہوجائے گا۔ چاہے انفرادی رویہ ہو یا اجتماعی قانون اس کا اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

انسان کا بنایا ہوا جو بھی قانون فطرت سے ٹکرائے گا اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہ ہوگا۔ پوری کائنات میں ایک ہم آہنگ قانون جاری وساری ہے اور اسی کائنات کا ایک چھوٹا سا جز انسان بھی ہے۔ کتاب فطرت کے بکھرے ہوئے اوراق خود انسانوں کو درس دے رہے ہیں۔ایک چھوٹا سا پرندہ 'بیا' اپنی ننھی سی چونچ میں ایک چھوٹا سا تنکا لے کر آتا ہے اور اپنی مادہ اور بچوں کے لئے انتہائی حسین اور مضبوط آشیانہ تیار کرتا ہے۔ پرندوں کا مطالعہ کرنے والے ماہرین کا اندازہ ہے کہ یہ ننھا سا پرندہ تقریباً پچاس ہزار بار پرواز کرتا ہے تب جاکر یہ گھر تیار ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے محفوظ ہوتا ہے۔ کتاب فطرت خود درس دے رہی ہے کہ مرد کا کام ہے گھر بنائے، زندگی کے لوازم فراہم کرے، گھر سے باہر محنت ومشقت کرے اور عورت کا کام گھر کے اندر کا ہے۔مشہور مفکر ویل ڈورنیٹ نے لکھا ہے ''جنگوں اور مشینوں میں ہم اتنا غرق ہوگئے ہیں کہ اس حقیقت کو چیک نہیں کرپارہے ہیں کہ زندگی کی اساسی واقعیت نہ صنعت ہے اور نہ سیاست۔ یہ اساسی واقعیت انسانوں کے باہمی خوشگوار تعلقات خاص طور سے ماں باپ، میاں بیوی اور اولادوں کی آپسی ہم آہنگی اور ہمدردی ہے۔

آج میں چاہتا ہوں کہ چند حدیثیں پیش ہوں، جن سے اندازہ ہوگا کہ اسلام میں مردوں سے زیادہ عورتوں کے لئے تاکید ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اگر کوئی مرد کسی محرم عورت کی مشکل کو حل کرے اور اس کا دل شاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس مرد کی دشواریوں کو روز قیامت آسان کردے گا۔ (اصول کافی، باب فضل البنات)

ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ خبر ملی کہ اس کی بیوی کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔اس شخص کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا: تجھے کیا ہوگیا ہے، زمین اس کا بوجھ اٹھائے گی، آسمان اس پر اپنا سایہ کرے گا، اللہ اسے روزی عطا فرمائے گا۔ایک پھول ہے جو تجھے قدرت نے عطا فرمایا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی کفالت کرے اس پر جنت واجب ہے۔ کسی نے پوچھا اگر دو ہوں؟ آپ نے فرمایا اگر دو بھی ہوں۔ پوچھا اگر ایک ہو؟ فرمایا اگر ایک بھی ہو (یعنی تب بھی جنت واجب ہے)۔ (اصول کافی، کتاب النکاح)

رسول اللہ نے فرمایا تمہاری بہترین اولادیں تمہاری

بیٹیاں ہیں۔ (وسائل الشیعہ، ج ۱۵ص ۶۱۵) رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ عورتوں کا حق مردوں پر کیا ہے۔ فرمایا کہ جبرئیل نے عورتوں کے سلسلہ میں اتنی بار مجھ سے سفارش کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ کہیں اف کرنا بھی منع نہ ہوجائے۔ (مستدرک الوسائل، ج ۲ص ۵۵۱) امام صادقؑ نے فرمایا: بیٹیاں نیکیاں ہیں اور بیٹے نعمت ہیں۔ نیکیوں کے بدلے میں ثواب ہے اور نعمتوں کے لئے حساب وکتاب ہے۔

مندرجہ بالا احادیث سے اندازہ ہوگا کہ اسلام صنف خواتین پر کتنا مہربان ہے کہ اگر ماں باپ لڑکیوں کی صحیح طریقہ سے کفالت اور تربیت کریں تو ان پر جنت واجب ہوجائے گی۔ ایسی کوئی حدیث لڑکوں کے سلسلے میں نہیں ملتی۔ امام صادقؑ نے فرمایا کہ جنت میں اکثریت کمزور خواتین کی ہوگی، اللہ ان کی کمزوری اور صنف کی وجہ سے ان پر رحم فرمائے گا۔ اسی طرح آپ دیکھیں گے کہ باپ سے زیادہ ماں کے لئے تاکید ہے۔ ایک شخص رسول اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ میری ماں بوڑھی ہوچکی ہے، میرے پاس رہتی ہے۔ میں اس کو اپنی پشت پر سوار کرتا ہوں، اپنی روزی سے کھلاتا ہوں، اس کے ہر راحت وآرام کا خیال رکھتا ہوں اس کے بعد بھی شرمندگی سے اس کی طرف نگاہ نہیں کرتا ہوں۔ کیا میں نے ماں کا حق ادا کردیا؟ رسول اللہ نے فرمایا: نہیں ہرگز نہیں۔ اس کا شکم تمہارے لئے ظرف تھا۔ اس کا سینہ تمہاری روزی کا سبب تھا۔ اس کے پیر تمہاری جوتیوں کی جگہ تھے۔ اس کے ہاتھ بلاؤں کے لئے سپر تھے، اس کا دامن تمہارا گہوارہ تھا۔ تمہاری ماں صرف تمہاری خاطر یہ زحمتیں برداشت کرتی تھی اور تمہاری زندگی کی دعائیں مانگتی تھی۔ تم ماں کی خدمت تو کررہے ہو، مگر دل میں اس کی موت کے آرزومند ہو۔“ رسول اللہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں تین چیزوں کے لئے سفارش فرمائی (۱) نماز (۲) خواتین (۳) غلاموں کے ساتھ نیک برتاؤ۔

ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں آیا اور پوچھا کس کے ساتھ نیکی کروں۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرو۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کس کے ساتھ نیکی کروں۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اس نے پھر پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا ماں کے ساتھ۔ چوتھی مرتبہ فرمایا باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ امام رضاؑ نے فرمایا کہ ماں کا حق سب سے زیادہ لازم اور سب سے اہم واجب ہے، کیونکہ اس نے ۹ مہینے تمہارا بوجھ اٹھایا۔ کوئی دوسرے کا بوجھ چند لمحے خوشی سے نہیں اٹھاتا، مگر اس نے تمہارا بوجھ ہنسی خوشی برداشت کیا۔ وہ دشواریاں برداشت کیں کہ دوسرا ان کے برداشت کرنے پر قادر نہیں ہے۔ وہ اس بات پر راضی رہی کہ خود بھوکی رہے، مگر اس کا فرزند سیر رہے۔ خود پیاسی رہے، مگر بچہ سیراب ہوجائے۔ خود عریاں رہ جائے، مگر اولاد کو پورا لباس ملے، خود دھوپ میں رہے، مگر بچہ سایہ میں رہے۔ حق تو یہ ہے کہ اولاد بھی ان کے ساتھ ایسا ہی نیک سلوک کرے، مگر اولاد لئے اس احسان کا جواب ممکن نہیں، مگر یہ کہ اللہ اس کی مدد فرمائے۔

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا (اردو) ۱۶/جولائی ۲۰۱۰ء)